مولانا حافظ محمد اسمٰعیل مرحوم اور انکا خاندان

ایک تاثر

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری

مولانا محمد اسمٰعیل ابن حافظ محمد صادق ابن مولانا عبداللہ ___ کراچی کے میمن خاندان کی یہ تین پشتیں ہیں یا عزیمت دعوت کی ایک تاریخ ہے جو ایک صدی سے زیادہ عرصے پر پھیلی ہوئی ہے اس عرصے میں یہ بزرگ اور اس خاندان کے متعدد افراد اور اعوان اور انصار دین و ملت اور قوم و وطن کے مختلف میدانوں میں سرگرم عمل رہے ہیں اور اگر اس سلسلے میں مولانا حافظ محمد اسمٰعیل مرحوم کے اخلاف کو بھی شامل کرلیا جائے جو مرحوم کے انتقال کے بعد تازہ واردان بساطِ خدمتِ دین و قوم و وطن ہیں تو اس خاندان عظیم الشان کی خدمات کی تاریخ ڈیڑھ سو سال کی طویل مدت تک پھیلتی ہوئی نظر آئے گی ۔

اس خاندان کی خدمات قوم و ملت اور ملک و وطن کسی ایک دائرے تک محدود نہیں رہی بلکہ رشد و ہدایت ، تعلیم و تدریس ، تصنیف و تالیف ، تبلیغ و اشاعتِ اسلام ، اصلاح و تربیتِ اصحابِ استعداد ، تالیف اجزاے ملت ، اصلاح مسلمین ، دفع اختلافات بین الفرق الاسلامیہ ، اتحاد امت ، تحریک احیاے دین ، قیام ملتِ اسلامیہ ، خدمتِ قوم و ملک ، تحریکِ حریت وطن اور بلا تفریق مذہب و ملت تمام عامۂ خلائق اور الخلق عیال اللہ کے پورے کنبے تک اور نہ صرف کراچی و بلوچستان بلکہ برعظیم ہند پاکستان کے دور دراز گوشوں تک اس کی خدمات کے دائرے پھیلتے چلے گئے ہیں ابھی تک اس خاندان کی خدمات کو برعظیم ہندو پاکستان کی دینی ، اصلاحی ، تعلیمی ، سیاسی ، انقلابی تحریکوں کی تاریخ کے اس پس منظر میں دیکھا گیا ہے جو ہندوستان میں حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی سے شروع ہو کر شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی

کے حوالے سے اس عہد تک پہنچتی ہے حالاں کہ یہ خاندان خود اپنی ایک عظیم الشان تاریخ کا سرو سامان مذہب و سیاست کے مختلف عنوانات علم و عمل سے مہیا کر چکا ہے جو تالیف و تدوین کے لیے کسی چابک دست، مصنف اور بالغ نظر مورخ کی توجہ کا منتظر ہے۔ بلاشبہ یہ خاندان شمالی مشرقی اور جنوبی ایشیا کے طویل و عظیم تاریخی سلسلے اور مذہب و سیاست میں ایک جامع الاطراف اور ہمہ گیر انقلابی تحریک کا فرع ہے لیکن چار پانچ پشتوں پر مشتمل یہ خاندان خود بھی ایک سلسلۃ الذہب کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسی رفیع الارکان خاندان کے ایک رکن اور اسی سلسلے کی ایک شاندار کڑی مولانا محمد اسماعیل شیخ الحدیث مدرسہ مظہر العلوم (محلہ کھڈہ کراچی) تھے۔ انھوں نے ۴ نومبر ۱۹۴۰ء کو کتمانِ عدم سے اس ہستی عدم نمائیں قدم رکھا اور ۲۳ دسمبر ۱۹۹۱ء کو وہ اس ہستی عدم سے راہی ملک بقا ہوئے۔ تعلیم و تربیت سے فراغت کے بعد انھوں نے ایک قرن سے زیادہ بھرپور علمی و عملی زندگی گزاری تھی اور اپنے اسلاف کی روایت کے مطابق درس و تدریس علوم و فنونِ اسلامی، تبلیغ اسلام، تصنیف و تالیف، اصلاح مسلمین اور مذہب و سیاست کے مختلف میدانوں میں قوم و ملت اور ملک و وطن کی بیش از بیش خدمات انجام دیں اور جب وقت موعود آیا تو اعمالِ صالحہ اور رضائے الٰہی کا بہترین سرمایۂ آخرت اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے تاریخ و مذہب و سیاست میں اپنے نقوشِ سیرت اپنے اخلاف کے لیے نمونہ چھوڑ گئے وہ صرف متعدد تصانیف کے مصنف، منبر الاسلام اور الصادق کے مدیر مسئول تھے بلکہ ان کے اخلاف میں مولوی محمد اسحٰق اور مولوی محمود حسن نامی سعید و صالح ابنائے گرامی خدمت دین و وطن کے میدانوں میں ان کے جانشین علم و عمل ہیں۔

مولانا حافظ محمد اسمٰعیل نے مدرسہ مظہر العلوم کو جو ان کے باپ دادا کی یادگار، سندھ کی ایک عظیم دینی درس گاہ، تربیت گاہ اصحاب استعداد اور سندھ میں قومی و ملی تحریکات کا ایک منبع اور مرکز انقلاب تھا اس کی تمام حیثیتوں میں نہ صرف اسے وقار بخشا بلکہ اس کی تعمیر و ترقی سے اُسے اُس مقام سے بہت آگے پہنچا دیا، جہاں اور جس حالت میں ان کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد صادق علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد ان کے ہاتھوں میں آیا تھا ان کے والد گرامی نے جمیعت علمائے ہند کی صوبائی شاخ جمیعت علمائے سندھ کی حیثیت سے کل ہند سیاست میں حصہ لیا تھا۔ مولانا محمد اسمٰعیل نے جمیعت علمائے اسلام (پاکستان) کی شاخ صوبہ سندھ کے جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے پاکستان کی سیاست میں قابل قدر حصہ لیا۔ سندھ کی سیاست میں خصوصاً انکا کردار بہت فعال رہا۔ سندھ کے استحصال کے خلاف اور

سندھ کے حقوق و مفادات کے حفظ و دفاع کی جنگ میں جمعیت علماے اسلام صوبہ سندھ کو ایک مضبوط اور مستقل قومی محاذ کی حیثیت سے منظم کیا اس سلسلے میں ان کے بعض بزرگ ان سے ناراض ہوگئے کہ انھیں اس تحریک کو اس حد تک آگے نہیں لے جانا چاہیے تھا کہ جمعیت علماے اسلام کی کل پاکستان حیثیت پر حرف آئے اور بعض علاقائی تحریکوں اور انتہاپسندانہ جماعتوں سے اس کا فرق مٹ جائے حالانکہ صوبائی خودمختاری کے بارے میں انھوں نے کوئی ایسا مطالبہ نہیں کیا تھا جو قرارداد لاہور پاکستان میں علاقائی وحدتوں کے لیے مسلم لیگ نے از خود اس کی ضمانت نہ دی ہو۔

تجدید احیاے دین کی تحریک میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے عہد سعادت سے مدرسہ مظہرالعلوم کراچی کو انقلاب کے ایک مرکز کی حیثیت حاصل ہوئی تھی۔اس کی یہ مرکزیت قومی اور ملی تاریخ کے بعد کے ادوار میں بھی برقرار رہی، تحریک آزادی وطن، تحریک ریشمی رومال، تحریکِ خلافت، تحریک ہجرت، تحریک سول نافرمانی، تحریک نمک سازی، ہندوستان چھوڑ دو تحریک اور اسی دوران میں آزاد سندھ اور سندھ کو صوبائی درجہ دلانے کی تحریک کا بھی مرکز رہا تھا۔ امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی کی حجاز سے واپسی اور ورود سندھ کے بعد جمنا نربدا سندھ ساگر پارٹی اور بیت الحکمت کے قیام سے سندھ کے نوجوانوں کی سیاسی تربیت اور سندھ کی آزادی کی تحریکات کی تاریخ کے جدید دور میں اور پھر قیام پاکستان کے بعد سندھ کے استحصال کے خلاف اور سندھ کے حقوق و مفادات اور آئین پاکستان کے حدود میں صوبے کی خودمختاری وغیرہ تحریکات میں نیز درس و تدریس علوم و فنون اسلامی، تعلیم و اشاعت افکار و معارف دینی، اصلاح مسلمین رد بدعات و عوائد و رسوم تعمیر ملی اور تربیتِ ذوق دینی و سیاسی کے مرکز کی حیثیت سے مدرسہ مظہرالعلوم کا ایک امتیاز رہا ہے۔ یہ اس وجہ سے ممکن ہوسکا کہ مولانا محمد اسماعیل کیسے ہی تھکر اسلامی بصیرت و ذوق سیاسی کا پیمانہ بہت بلند تھا ان کی دوربین نگاہوں نے حکیم الہند شاہ ولی اللہ دہلوی کے فلسفے سے استفادے اور مولانا عبیداللہ سندھی کے انقلابی افکار اور زندگی کے مشاہدات و تجربات کی روشنی میں وقت کے الجھے ہوئے اور پیچیدہ و پُرفریب حالات سے گزر کر آئندہ پیش آنے والے واقعات کو دیکھ لیا تھا۔ اور ان کی فراستِ ایمانی نے مستقبل کے حالات کا ادراک کرلیا تھا۔

مولانا حافظ محمد اسماعیل نے جو علمی، دینی اور سیاسی خدمات انجام دی ہیں ان کا اجر اللہ کے پاس ہے۔ ان کے تذکرے کے لیے الگ دفتر درکار ہے لیکن ان کی ایک لائق تحسین خدمت یہ

ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹوں مولوی محمد اسحاق اور مولوی محمود حسن کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ ان کے ذوق سیاسی کی تربیت کی۔ اسلاف کرام کی علمی، دینی، سیاسی روایات سے ان کے رشتے کو جوڑ کر اور خدمات قوم و وطن کی تاریخ سے اُن کے فکر کو آشنا کر کے علم و عمل کے ہر پہلو سے کامل صدقہ جاریہ کا ایک نمونہ قائم کر گئے۔

اللہ تعالیٰ مولانا محمد اسمٰعیل اور ان کے اب و جد اور تمام اسلاف کرام کو اپنی رحمتوں اور اپنے انعامول سے نوازیں اور ان کے اخلاف کو دین اور قوم و وطن کی بیش از بیش خدمات کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے مجھے امید ہے کہ وہ تاریخ کے اس دورۂ آخر میں مدرسہ مظہر العلوم کو ولی اللّٰہی دیوبندی تحریک کا ایک عظیم الشان مرکز بنا دیں گے اور اپنی ذات گرامی اور تعلیم و تربیتِ اصحاب استعداد سے اس تاریخ کے ایک نئے دور کا آغاز کریں گے۔ واللہ موفق۔

مولانا احتشام الحق تھانوی کی آپ بیتی

مولانا احتشام الحق تھانوی کی یہ آپ بیتی ۱۹۶۹ء ۔ ۱۹۷۰ء کی تحریکِ جمہوریت پاکستان کے زمانے کی آپ بیتی اور اسلام پسندوں کے قافلۂ اتحادِ اسلامی کے انتشار اور اس کے پس منظر کی چشم دید بیانیہ ہے جسے مولانا تھانوی کی زبانی ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے مرتب کیا ہے مولانا تھانوی مرحوم نے اس کا نام "اسلام پسندوں کے انتشار میں جماعتِ اسلامی کا حصہ" رکھا تھا۔ لیکن مرتب نے اسے "مولانا احتشامِ الحق تھانوی کی آپ بیتی تحریکِ جمہوریتِ پاکستان کا ایک باب" کے نام سے موسوم کیا ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ چند "ضمیمہ جات" پر مشتمل ہے جسے شاہد حسین خان نے مرتب کیا ہے، اس میں تحریکِ پاکستان کے زمانے سے لے کر بعد تک جماعت اسلامی کے سیاسی افکار کو مرتب کر دیا گیا ہے اور جماعتِ اسلامی کے سیاسی و مذہبی افکار و عقائد اور کردار کے ان پہلوؤں کو خاص طور پر نمایاں کیا ہے، جن کی طرف مولانا تھانوی نے اپنی آپ بیتی میں اشارہ کیا تھا۔

یہ کتاب مولانا احتشام الحق تھانوی اکادمی کراچی شائع کی ہے